جو (نہر) جو (غلہ) وتر (نماز) وتر (مثلث)

جواب: جُوْ (نہر، ندی) جَوْ (غلہ) وِتْرْ (نماز) وَتَرْ (مثلث)

بَکْرِیْ (مویشی) بِکْرِیْ (فروخت) جَلَانَا (آگ میں ڈالنا)

جِلَانَا (زندہ کرنا)

سوال 8: درج ذیل محاورات اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

زمین میں گڑ جانا ، آسمان ٹوٹ پڑنا ، ہوائی قلعے بنانا ، چراغ سحر ہونا ، طوطا چشمی کرنا

اینٹ سے اینٹ بجانا ، نشہ ہرن ہونا ، کاغذ کے گھوڑے دوڑانا ، ناکوں چنے چبوانا ،

پہاڑ ٹوٹ پڑنا ، آٹھ آٹھ آنسو رونا ، تین حرف بھیجنا

جواب:

زمین میں گڑ جانا	جب باپ نے بیٹے کے فیل ہونے کی خبر سنی۔ تو شرم کے مارے زمین میں گڑ گیا۔
آسمان ٹوٹ پڑنا	والدہ کے وفات پا جانے پر پیادی عذرا پر آسمان ٹوٹ پڑا۔
ہوائی قلعے بنانا	بعض لوگ بیکار بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ہوائی قلعے بناتے رہتے ہیں۔
چراغ سحر جانا	میرا کیا! میں تو چراغ سحر ہوں۔ آج یا کل بجھ جاؤں گا۔
طوطا چشمی کرنا	مطلب پرست لوگ مطلب نکالنے کے بعد طوطا چشمی سے کام لیتے ہیں۔
اینٹ سے اینٹ بجانا	نادر شاہ افشار نے دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔
نشہ ہرن ہونا	حارث کلاس میں ایک لڑکے کو مار رہا تھا۔ استاد کو دیکھتے ہی اسکا نشہ ہرن ہو گیا۔
کاغذ کے گھوڑے دوڑانا	بعض لوگ کاغذ کے گھوڑے دوڑا کر دوسروں پر رعب جماتے ہیں۔
ناکوں چنے چبوانا	سخت گیر افسران ماتحتوں کو ناکوں چنے چبواتے ہیں۔
پہاڑ ٹوٹ پڑنا	بیٹے کی موت کا سن کر ماں پر غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔
آٹھ آٹھ آنسو رونا	بے نظیر بھٹو کی موت کا سن کر دوست اور دشمن سب آٹھ آٹھ آنسو روئے۔
تین حرف بھیجنا	میں بے ایمان اور خود غرض لوگوں پر تین حرف بھیجتا ہوں۔

حصۂ نظم بمعہ مشقی سوالات

نظم "جواب شکوہ"

(علامہ اقبال)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قدسی الاصل	فرشتوں جیسا	رفعت	بلندی	گردوں	آسمان
نالہ	فریاد	رضوان	جنت کا داروغہ	تگ و تاز	پرواز
سکان	باشندے	مکین	رہنے والے	کیف	مستی
اسرار	راز، بھید	اشک	آنسو	لبریز	پر
رہرو	مسافر	گِل	گیلی مٹی	کَی	ایران کا بادشاہوں کا لقب
الحاد	بے دینی	خوگر	عادت	پدر	باپ
پسر	بیٹا	بادہ آشام	شراب کی تاثیر والا	دہر	زمانہ
جبینوں	سجدوں	فاطر ہستی	دنیا کا مالک	قصور	محلات
مے	شراب	میخانہ	شراب خانہ	عیاں	ظاہر
یورش	یلغار، حملہ	تاتار	منگول	صنم خانہ	بت خانہ
عصرِ نو	نیا زمانہ	رخت	سامان	دوش	کندھا
تنک مایہ	بے حیثیت	پست	کمتر	بالا	سربلند

www.perfect24u.com

Scanned with CamScanner

تن آسانی	کاہلی	اسلاف	بزرگ	سپر	ڈھال، حفاظت
ماسوااللہ	اللہ کے دشمن	شمشیر	تلوار	درویش	فقیر، خوددار

نظم کی تشریح

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
قدسی الاصل ہے رفعت پہ نظر رکھتی ہے خاک سے اُٹھتی ہے گردوں پہ گذر رکھتی ہے
عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک میرا
آسماں چیر گیا نالۂ بیباک میرا

تشریح: علامہ محمد اقبال جواب شکوہ کے اس بند میں فرماتے ہیں۔ کہ جو بات دل سے نکلتی ہے۔ اس میں درد اور سوز ہوتا ہے۔ لوگوں پر اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ اگر چہ باتوں کے پر نہیں ہوتے۔ لیکن پر تاثیر باتوں میں رفتار کی طاقت موجود ہوتی ہے۔ اور وہ اُڑ کر دینا کے گوشے گوشے میں پہنچ جاتی ہیں میں اللہ کا سچا عاشق ہوں۔ اسلئے میرے عشق میں سرکشی، نافرمانی، بیباکی اور فتنہ و فساد برپا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے جو فریاد کی۔ وہ آسمان کو چیر کر آگے نکل گئی۔

پیر گردوں نے کہا سن کہ کہیں ہے کوئی! بولے سیارے سرِ عرش بریں ہے کوئی
چاند کہتا تھا نہیں اہل زمین ہے کوئی کہکشاں کہتی تھی پوشیدہ یہی ہے کوئی
کچھ جو سمجھا میرے شکوے کو تو رضوان سمجھا
مجھے جنت سے نکالا ہوا انسان سمجھا

تشریح: میری فریاد سن کر بوڑھے آسمان نے کہا۔ کہ یہاں کوئی موجود ہے۔ سیاروں نے خیال ظاہر کیا۔ کہ کوئی عرش کے آس پاس موجود ہے اور فریاد کر رہا ہے۔ چاند نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ کوئی زمینی مخلوق ہے۔ آسمان پر موجود شمالاً جنوباً سفید پٹی (کہکشاں) نے محسوس کیا۔ کہ یہاں کوئی چھپ کر بیٹھا ہے۔ مجھے جنت کے داروغہ رضوان نے پہچان لیا۔ کیونکہ میں جنت میں اس کے ساتھ زندگی گذار

چکا تھا۔ اس نے آسمان والوں کو طلع کیا۔ کہ یہ تو وہ انسان ہے۔ جو جنت سے نکالا گیا تھا۔

تھی فرشتوں کو حیرت کہ یہ آواز ہے کیا! عرش والوں پہ بھی کھلتا نہیں یہ راز ہے کیا
تا سر عرش بھی انسان کی تگ و تاز ہے کیا آگئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا
غافل آداب سے سکان زمین کیسے ہیں
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں

تشریح: فرشتے بھی حیران تھے۔ کہ یہ فریادی کون ہے۔ عرش والے بھی اس راز سے بے خبر تھے۔ کہ یہ کون ہو سکتا ہے۔ جس نے عرش پر ہنگامہ کھڑا کیا ہے اگر یہ زمین پر بسنے والا انسان ہے۔ تو وہ کیسے عرش تک پہنچ سکتا ہے۔ وہ تو مٹی کا بنا ہوا پتلا ہے۔ اس کے پر بھی نہیں۔ پھر وہ کیسے پرواز کر کے اور آسمانوں کو چیر کر عرش کے قریب پہنچ گیا۔ اور اس پرسکوں ماحول میں شور و غل برپا کر دیا۔ ایسا لگتا ہے۔ کہ زمین پر بسنے والا انسان بڑا بے ادب ہے۔ اور اس بستی کے باشندے شریر، گستاخ اور ادب کے اصولوں سے ناواقف ہے۔

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے تھا جو سجود ملائک یہ وہی آدم ہے
عالم کیف ہے، دانائے رموز کم ہے ہاں مگر عجز کے اسرار سے نامحرم ہے
ناز ہے طاقت گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

تشریح: عرش والوں نے میرے نالوں پر مزید اظہار خیال کرتے ہوتے کہا۔ کہ یہ انسان اتنا گستاخ اور بے ادب ہے۔ کہ اللہ سے بھی ناراضگی کا اظہار کرتا ہے۔ کیا یہ وہی آدم ہے۔ جس کو فرشتوں نے سجدہ کیا تھا۔ یہ تو نشے اور مستی کی حالت میں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ عقل و ہوش سے بے بہرہ ہے۔ اس میں عاجزی اور خاکساری کا مادہ بھی موجود نہیں۔ خدا کے روبرو کیسی عاجزی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ انسان اس سے بے خبر ہے۔ یہ انسان صرف گفتار کا غازی ہے۔ اور اپنی خطابت پر غرور رکھتا ہے۔ لیکن اس بیوقوف کو بات کرنے کا طریقہ نہیں آتا۔ کہ خدا کے روبرو کیسے بات کی جاتی ہے۔

آئی آواز غم انگیز ہے افسانہ تیرا اشک بیتاب سے لبریز ہے پیمانہ تیرا

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

آسماں گیر ہوا نعرۂ مستانہ تیرا کس قدر شوخ زبان ہے دل دیوانہ تیرا
شکر شکوے کو کیا حسن ادا سے تو نے
ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

تشریح: اقبال فرماتے ہیں۔ کہ میرے بارے میں ابھی عرش والوں کی گفتگو جاری تھی۔ کہ ایک پر ہیبت آواز نے سب کو خاموش کر دیا۔ اور مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔ کہ اے انسان! تمہاری کہانی بہت الم ناک ہے۔ اور تمہاری آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں۔ تم نے جو مستانہ نعرہ لگایا ہے۔ وہ آسمانوں کو چیر کر عرش تک پہنچا۔ لیکن تیرے دیوانے دل نے تیرے لہجے میں گستاخی اور بے ادبی پیدا کی ہے۔ اس لئے عرش والے حیران ہو رہے ہیں۔

اے انسان! تم نے اپنی شکایت احسن طریقے سے مجھے پہنچا دی ہے۔ اور تم نے خدا اور بندے کو ہمکلام کرنے کا کارنامہ انجام دیا ہے۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں راہ دکھلائیں کسی رہرو منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے، جو ہر قابل ہی نہیں جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

تشریح: اللہ تعالیٰ نے علامہ اقبال کے نالوں کا جواب دیتے ہوئے مزید ارشاد فرمایا میں کریم ہوں اور ہر وقت رحم اور فضل کرتا ہوں۔ لیکن کوئی مجھ سے رحم اور فضل طلب نہیں کرتا۔ میں کس کی راہنمائی کروں۔ جبکہ منزل کی طرف کوئی سفر کرنے والا ہی نہیں۔ عام لوگوں کی تربیت کی گئی ہے۔ سب کو پتہ کہ ہماری ذمہ داری کیا ہے۔ لیکن کوئی باصلاحیت فرد ہی موجود نہیں۔ یہ وہ مٹی نہیں۔ جس سے آدم میں آدمیت پیدا ہو جائے۔ ہم قابل اور باصلاحیت افراد کو ایران کے بادشاہوں جتنی عزت اور مرتبہ عطا کرتے ہیں اور جو لوگ نئی دنیائیں تلاش کرنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ہم اُن کو نئی دنیا بھی عطا کرتے ہیں۔ جس طرح ہم نے کولمبس کو امریکہ عطا کیا۔

ہاتھ بے زور ہیں الحاد سے دل خوگر ہیں امتی باعث رسوائی پیغمبر ہیں

حضرت علامہ بے قراری

بتشکن اُٹھ گئے باقی جو ہیں وہ بت گر ہیں تھا ابراہیم پدر اور پسر آذر ہیں
بادہ آشام نئے بادہ نیا خم بھی نئے
حرم کعبہ نیا، بت بھی نئے، تم بھی نئے

تشریح: آج کے مسلمانوں میں قوت اور طاقت نہیں، سب بے دینی کی طرف مائل ہیں۔ پیغمبر اسلامؐ کے اُمتی اپنے پیغمبر کی رسوائی کا باعث بن رہے ہیں۔ جو میری توحید کی خاطر لڑتے تھے۔ اور بتوں کو فاش فاش کرتے تھے۔ وہ اس دنیا سے اُٹھ گئے ہیں۔ اور جو مسلمان دنیا میں موجود ہیں۔ وہ بت بنانے والے ہیں۔ تمہارا شراب، شراب کے پیالے اور شراب کے خم وہ نہیں ہیں جو پہلے تھے۔ تم نے بیت اللہ کو پس پشت ڈال اپنے لئے نئے کعبے تلاش کر لئے ہیں۔ تم نئے خداؤں کی عبادت میں مصروف ہو۔ تم بالکل نئے اور بدلے ہوئے لوگ ہو۔ تمہارے باپ دادا کی مثال ابراہیم جیسی تھی۔ اور تم آذر ہو۔

صفحہ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟ نوع انسان کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے؟ میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے
آبا و اجداد تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو۔

تشریح: اللہ نے اقبال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ تمہارا یہ دعویٰ بالکل غلط اور لغو ہے۔ کہ ہم نے باطل کے خلاف لڑ کر اسے صفحۂ ہستی سے مٹایا تھا۔ اور انسانیت کو غلامی سے نجات دلائی تھی۔ تمہاری یہ بات بھی درست نہیں کہ تم نے اپنی سجدوں سے کعبے کو زینت بخشی تھی۔ اور میرے قرآن کو سینوں سے لگا کر اس کے احکامات کی پیروی کی تھی۔ یہ کارنامہ انجام دینے والے تمہارے آباؤ اجداد تھے۔ بتاؤ تم نے کیا کیا دم تو بیکار اور نکمے ہو۔ اور آئندہ کل کے منتظر رہتے ہو۔

کیا کہا؟ بہر مسلمان ہے فقط وعدۂ حور شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور
عدل ہے فاطر ہستی کا ازل سے دستور مسلم آئین ہوا کافر تو ملے حور و قصور
تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوہ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

تشریح: تم کس منطق کے تحت یہ کہہ رہے ہو۔ کہ کافر کو دنیا میں حوریں دی گئی ہیں۔ اور مسلمان کے ساتھ حور کا صرف وعدہ کیا گیا ہے۔ اگر کوئی بے جا شکایت بھی کرتا ہے۔ تو اس اس کے لئے لازم ہے۔ کہ وہ شکایت کرنے سے پہلے عقل سے کام لیکر خوب سوچ سمجھ کر شکایت کرے۔ شروع سے عدل و انصاف اس دنیا کے قانون میں شامل ہے۔ جب ہم نے دیکھا۔ کہ غیر مسلم اسلامی آئین کی پابندی کر رہے ہیں۔ تو ہم نے دنیا میں حوریں اور محلات اُنہیں عطا کر دے۔ اگر ہم ایسا نہ کرتے۔ تو یہ عدل و انصاف کے خلاف ہوتا مسلمانوں میں ایسا کوئی ہمیں نظر نہیں آتا۔ جو حوروں کا طلبگار ہو۔ کوہ طور پر میرا جلوہ اب بھی جگمگ جگمگ کر رہا ہے۔ لیکن تم میں وہ موسیٰ موجود نہیں جو اس جلوے کی حقیقت سے پردہ اُٹھالے۔

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے — نشہ مے کو تعلق نہیں میخانے سے
ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے — پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
کشتی حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصر نو رات ہے، دھندلا سا ستارہ تو ہے

تشریح: اے مسلمان! تمہارا وجود ایران کے مٹ جانے سے نہیں مٹ سکتا۔ شراب کے نشے کیلئے شراب خانے کی ضرورت نہیں۔ تو کسی خاص ملک کا وارث نہیں۔ جو اللہ کا ملک ہے وہ تمہارا ملک ہے۔ یہ بات ظالم اور اسلام دشمن تاتاریوں کی کہانی سے واضح ہوگئی ہے۔ کہ بتوں کے پوجنے والے کعبے کے نگہبان بن گئے۔ یہ تیری ذمہ داری ہے۔ کہ سمندر کے موجوں میں تو حق کی کشتی کا سہارا بنے۔ موجود زمانے میں اندھیرا ہی اندھیرا ہے۔ اور تو اس اندھیرے میں ایک دھندلے ستارے کی مانند ہے۔ تو اگر چاہے تو اس رات کو روشن کر سکتا ہے۔

مثل بوقید ہے غنچے میں پریشان ہوجا — رخت بردوش ہوائے چمنستان ہوجا
ہے تنک مایہ، تو ذرے سے بیابان ہوجا — نغمۂ موج سے ہنگامہ طوفان ہوجا
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمدؐ سے اُجالا کردے

تشریح: جس طرح خوشبو غنچے میں بند ہوتی ہے۔ اسی طرح تو بھی اپنے خول میں بند ہے۔ اس خول سے نکل کر منتشر ہو جاؤ۔ اور سامان سفر اپنے کاندھے پر ڈال کر چمن کی ہوا کی طرح ہر طرف چھا جاؤ۔ تو بے حیثیت نہیں اگر تو چاہے۔ تو ذرے سے بیابان بن سکتا ہے۔ موج کے ہلکے سے نغمے کو کو طوفان کے ہنگامے میں تبدیل کرو۔ یہ کام تو عشق کے زور سے کر سکتا ہے۔ اگر تیرے دل میں میرا سچا عشق ہے۔ تو تو پست کو بلند کر سکتا ہے۔ اور دنیا کو محمدؐ کے نام سے منور کر سکتا ہے۔

ہر کوئی مست کے ذوق تن آسانی ہے — تم مسلمان ہو یہ انداز مسلمانی ہے
نہ حیدری فقر ہے، نے دولت عثمانی ہے — تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے
وہ زمانے میں معزز تھے مسلمان ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

تشریح: اے مسلمان! تو سست، کاہل اور بیکار ہے۔ تم اپنے آپ کو کیسے مسلمان کہہ سکتے ہو۔ تمہارا طور طریقہ اور وضع قطع مسلمانوں جیسا نہیں تم میں نہ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح بے نیازی اور فقر موجود ہے۔ اور نہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ کی طرح سخاوت، تم اپنے بزرگوں کی برابری کا دعویٰ کیسے کر سکتے ہو۔ جبکہ اُن کی ایک بھی عادت تم میں موجود نہیں۔ تمہارے بزرگ پکے مسلمان تھے۔ اور اقوام عالم میں سب سے زیادہ معزز تھے جبکہ تم نے قرآن کے احکامات سے روگردانی کی۔ اسلئے زمانے میں ذلیل و خوار ہوئے۔

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تیری — میرے درویش! خلافت ہے جہانگیر تیری
ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تیری — تو مسلمان ہو تو تقدیر ہے تدبیر تیری
کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

تشریح: اس شعر میں اللہ تعالیٰ مسلمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہے۔ اے مسلمان! اللہ سے سچا عشق ہی تیرا ہتھیار ہے۔ اور تو اپنی حفاظت عقل سے کر سکتا ہے۔ اے میرے فقیر بندے! تو پوری دنیا کا

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

وارث ہے۔اور تو پوری دنیا کا خلیفہ ہے۔تیری تکبیر کی آوازیں کافروں کیلئے آگ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اگر تو واقعی مسلمان ہے۔تو تو اپنی تدبیر سے تقدیر کو بدل سکتا ہے۔اگر تو نے اپنے پیغمبر کے نقش قدم پر چلنے کا ارادہ کیا۔تو میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گا۔اور اس دنیا کی خلافت تو بہت معمولی شے ہے۔میں لوح وقلم کو بھی تیرے اختیار میں دے دونگا۔

مشقی سوالات کے جوابات

سوال 1:نظم کے مطابق مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیں؟

(الف) علامہ اقبال کی یہ نظم کس ہیئت میں لکھی گئی ہے۔

(ب) شکوہ حسن کر فرشتوں نے کن خیالات کا اظہار کیا۔

(ج) اس نظم میں موجودہ دور کے مسلمانوں کی کن کمزوریوں کا ذکر کیا گیا ہے۔

(د) اس نظم سے ایسے مصرعے چن کر لکھیں جن میں صنعت تلمیح کا استعمال ہو۔

(ہ) اس نظم کا نام ''جواب شکوہ'' کیوں رکھا گیا ہے۔

(و) ''بت بھی نئے'' کی تعریف کریں۔

(ز) آخری بند میں کس چیز کو مسلمان کی شمشیر کیا گیا ہے۔

(ح) اُمتی رسول اللہ کی رسوائی کا کیسے باعث بنتے ہیں۔

(ط) نبی کریمؐ سے محبت کرنے کا کیا انعام ہے۔

(ی) دنیا میں کس نام کی برکت سے روشنی کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

جواب:

(الف) علامہ اقبال کی یہ نظم ''مسدس'' کی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔

(ب) فرشتے عرش کے آس پاس انسان کی آواز سن کر حیران ہوئے۔اُنہیں اس بات پر حیرت تھی۔کہ انسان مٹی کا بنا ہوا ہے۔اس کے پر نہیں۔پھر یہ کیسے یہاں اُڑ کر پہنچ گیا۔اس کو اللہ نے فضیلت عطا کی اور فرشتوں کو اس کے آگے سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا۔رب یہ اللہ سے بھی ناراضگی کا اظہار کر رہا

ہے۔اور شوخی اور گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔اسے بات کرنے کا ڈھنگ نہیں آتا۔

(ج) موجودہ دور کے مسلمان کمزور ہیں۔بے دینی کی طرف مائل ہیں۔اُن میں کوئی بت شکن نہیں۔سب بت گر ہیں۔اُن کے خیالات نئے ہیں۔اُن کا قبلہ اور کعبہ بھی نیا ہے۔

(د)

کوئی قابل ہو تو ہم شان کئے دیتے ہیں — ڈھونڈنے والوں کو دینا بھی نئی دیتے ہیں
ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے — پاسبان مل گئے کعبے کو صنم خانے سے
حیدریؓ فقر ہے کہ دولت عثمانیؓ ہے — تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے

(ہ) علامہ اقبال نے جواب شکوہ سے پہلے ایک اور نظم ''شکوہ'' لکھا تھا۔جس میں اس نے اللہ سے گلے شکوے کئے تھے۔بعض کم فہم لوگوں نے علامہ کے اس نظم پر اعتراض کیا تھا۔چنانچہ جب علامہ نے اس نظم میں خدا کی طرف سے انسان کے گلے شکوؤں کا جواب دیا۔تو اس کا نام ''جواب شکوہ'' رکھا۔

(و) ''بت بھی نئے'' کا مطلب یہ ہے۔کہ موجودہ دور کے مسلمانوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے لئے نئے بت بنا رکھے ہیں۔اور خدا کی عبادت سے غافل ہو کر غیر اللہ کو اپنا ملجا و ماویٰ بنا رکھا ہے۔

(ز) آخری بند میں عشق الٰہی کو مسلمان کا شمشیر کہا گیا ہے۔

(ح) مسلمان کمزور اور قوت عمل سے عاری ہیں۔بے دینی کی طرف مائل ہیں۔اسلام کے احکامات سے روگردانی کر رہے ہیں۔خدا کو چھوڑ کر غیر اللہ کے بندے بن گئے ہیں۔اسی وجہ سے وہ اپنے پیغمبر کی رسوائی کا سبب بن رہے ہیں۔

(ط) اگر مسلمان نے نبی کریمؐ سے سچی محبت کی۔تو دنیا کی حکومت کے علاوہ اسے آسمانوں کی حکومت بھی عطا کی جائے گی۔

(ی) اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو ہدایت کی ہے۔کہ صرف اور صرف محمد ﷺ کے نام سے دنیا کو منور کیا جاسکتا ہے۔

سوال 2:درج ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں۔

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

مُنفِعَتْ ، مُصلِحَتْ ، رَمَضَان ، اَسْرَارْ ، سِپَرْ

سوال3: وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

کلام میں دو چیزوں کا ذکر کر کے دونوں کے درمیان فرق بتانے کو صنعت تفریق کہتے ہیں۔
اس نظم میں سے کم از کم تین ایسے اشعار تلاش کر کے لکھیں۔ جن میں صنعت تفریق موجود ہو۔

جواب:

مثل بوقید ہے غنچے میں، پریشاں ہوجا رفت بردوش ہوائے چمنستاں ہوجا
تھے تو آبا وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو
بت شکن اُٹھ گئے باقی جو رہیں بت گر ہیں تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں

سوال4: درست لفظ چن کر خالی جگہ پر کریں۔

(الف) جواب شکوہ دراصل علامہ اقبال کے ایک اور نظم --------کا جواب ہے۔

ساقی نامہ ، خضرراہ ، شکوہ ، طلوع اسلام

(ب) آئی آواز غم انگیز ہے--------تیرا۔

افسانہ ، دیوانہ ، پیمانہ ، مے خانہ

(ج) قدسی الاصل ہے--------پہ نظر رکھتی ہے۔

دولت ، ثروت ، رفعت ، قدرت

(د) بات کرنے کا سلیقہ نہیں--------کو۔

انسانوں ، نادانوں ، دیوانوں ، حیوانوں

(ہ) عشق والے جسے کہتے ہیں--------دنیا۔

ہلالی ، سوالی ، خیالی ، بلالی

جواب:

(الف) جواب شکوہ دراصل علامہ اقبال کے ایک اور نظم **شکوہ** کا جواب ہے۔

(ب) آئی آواز غم انگیز ہے **افسانہ** تیرا۔

(ج) قدسی الاصل ہے **رفعت** پہ نظر رکھتی ہے۔

(د) بات کرنے کا سلیقہ نہیں **نادانوں** کو۔

(ہ) عشق والے جسے کہتے ہیں **خیالی** دنیا۔

سوال 5: اس نظم میں سے کم از کم دس ہم قافیہ الفاظ چن کر لکھیں۔

جواب:

(۱) نظر۔ گذر (۲) چالاک۔ بیباک (۳) رضوان۔ انسان (۴) تگ وتاز۔ پرواز
(۵) قابل۔ گل (۶) خوگر۔ پیغمبر (۷) بسایا۔ لگایا (۸) چھڑایا۔ لگایا (۹) دستور، قصور
(۱۰) مٹایا۔ چھڑایا

سوال 6: اس نظم میں جو فارسی تراکیب استعمال ہوئی ہیں۔ اُن میں سے کم از کم دس تراکیب لکھیں۔

جواب:

(۱) لوح وقلم (۲) دولت عثمانی (۳) نغمہ موج (۴) عصر نو (۵) یورش تاتار (۶) جلوہ طور
(۷) حور وقصور (۸) شان کئی (۹) شوخ وگستاخ (۱۰) اہل زمین

☆.....☆.....☆

نظم "بڑھے چلو"

(اختر شیرانی)

مشکل الفاظ اور معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دشت	بیابان	رگزار	ریگستان	سیل	طوفان

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

جوئے بار	دریا کی موجیں	بحر	سمندر	کوہسار	پہاڑ
دلاوران	بہادر	تیغ زن	شمشیرزن	زیست	زندگی
لگن	شوق	بےاماں	بےامن	سعید	نیک،خوش
رزم گہہ	میدان جنگ	عید	خوشی	جیا	زندہ رہا
نثار	قربان				

نظم کی تشریح

رُکو نہیں، جو دشت و ریگزار آئیں سامنے — بچو نہیں جو سیل و جوئبار آئیں سامنے
ہٹو نہیں، جو بحر و کوہسار آئیں سامنے — ہو راہ کتنی ہی کٹھن بڑھے چلو، بڑھے چلو

دلاورانِ تیغ زن بڑھے چلو
بہادران صف شکن بڑھے چلو

تشریح: اس نظم میں اختر شیرانی نے قوم کے نوجوانوں اور مجاہدوں کو مخاطب کر کے ہدایت کی ہے۔ کہ دین وملت کی حفاظت کی خاطر بیابان اور ریگستان تمہاری راہ میں حائل ہو جائیں۔ سمندر اور پہاڑ تمہارا راستہ روک لیں۔ اور ایک موجزن دریا تمہیں آگے بڑھنے سے روکنے کی کوشش کرے۔ تو ان تمام رکاوٹوں کو زور ایمان سے ہٹا کر بڑھتے ہی چلے جاؤ۔ اے بہادر اور نڈر شمشیر زنو! اور صفوں کو توڑنے والے مجاہدو آگے ہی بڑھ کر دشمن پر ٹوٹ پڑو۔

تمہاری تیغ تیز پر وطن کو افتخار ہے — وطن کی مرگ و زیست کا تمہیں یہ انحصار ہے
تمہیں ہو جن کے دل میں اس کا عشق بے قرار ہے — لگائے دل میں اک لگن بڑھے چلو بڑھے چلو

دلاورانِ تیغ زن بڑھے چلو بڑھے چلو
بہادران صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

تشریح: تمہارا وطن تمہارے تیز تلوار پر فخر کرتا ہے۔ ملک کی ترقی اور زوال کا انحصار تمہیں پر ہے۔ جن کے دلوں میں تو موجود ہے۔ اُن کے دل بے چین اور بے قرار ہیں۔ کیونکہ وہ تمہارے ساتھ محبت

کرتے ہیں۔ اس لئے اے بہادرو آگے بڑھو اور تلوار چلاتے ہوئے دشمن کی صفوں کو اُلٹ دو۔

اُٹھاؤ تیغ بے اماں وطن کے پاک نام پر — لٹادو عمر نوجوان وطن کے پاک نام پر
نثار کر دو اپنی جان وطن کے پاک نام پر — صدائیں دیتا ہے وطن بڑھے چلو بڑھے چلو

دلاوران تیغ زن بڑھے چلو بڑھے چلو
بہادران صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

تشریح: دشمن کے امن وامان میں خلل ڈالنے والی شمشیر ہاتھوں میں لیکر وطن کی حفاظت کرو۔ اور وطن کیلئے نوجوانی کی عمر لٹادو۔ اپنے وطن پر اپنی جان قربان کر دو۔ کیونکہ وطن تمہیں پکار رہا ہے۔ تلوار چلاتے ہوئے آگے بڑھو۔ اور دشمن کی صفیں اُلٹ دو۔

سپاہیانہ زندگی جو قسمت سعید ہے — تو ازم گہہ کہ موت بھی سپاہیانہ عید ہے
جیا تو فخر قوم ہے مرا تو وہ شہید ہے — سروں سے باندھ کر کفن بڑھے چلو

دلاوران تیغ زن بڑھے چلو بڑھے چلو
بہادران صف شکن بڑھے چلو بڑھے چلو

تشریح: مجاہد خوش قسمت ہوتا ہے۔ جس دن وہ میدان جنگ میں شہید ہو جاتا ہے۔ وہ دن اس کیلئے عید سے کم نہیں ہوتا۔ اگر وہ میدان جنگ سے زندہ وسلامت واپس آجائے۔ تو وہ قوم کا ہیرو ہوتا ہے۔ اور قوم اس پر فخر کرتی ہے۔ اور مر جائے۔ تو شہید کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسلئے اپنے سروں پر کفن باندھ کر آگے بڑھو۔ اور اپنی تلوار سے دشمن کی صفوں کو تہس نہس کر دو۔

مشقی سوالات کے جوابات

سوال 1: نظم کے مطابق درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

(الف) وطن کے نام پر کن چیزوں کو قربان کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

(ب) اس نظم کا مرکزی خیال تحریر کریں۔

(ج) پہلے بند میں کن کن مشکلات کے باوجود آگے بڑھنے کی نصیحت کی گئی ہے۔

www.perfect24u.com
Scanned with CamScanner

(د) وطن کی ترقی وتنزی کا انحصار کس چیز پر بیان کیا گیا ہے۔

(ہ) ''سروں پر کفن باندھنے'' سے کیا مراد ہے۔

جوابات:

(الف) وطن کے نام پر شاعر نے نوجوانی کی عمر اور اپنی جان قربان کرنے کی تلقین کی ہے۔

(ب) اس نظم کا مرکزی خیال یہ ہے۔ کہ قربانی کے بغیر وطن کی حفاظت اور ترقی ناممکن ہے۔

(ج) شاعر کہتا ہے۔ کہ دشت و ریگستان، طوفانی دریا، سمندر اور پہاڑ بھی وطن کی حفاظت کرتے ہوئے راستے میں رُکاوٹ بن جائیں۔ تو ان کو بھی اپنے زور ایمانی سے پار کر کے آگے بڑھو۔

(د) شاعر کہتا ہے۔ کہ وطن کی ترقی اور تنزلی کا انحصار مجاہدوں اور نوجوانوں کی قربانی کے جذبے پر ہے۔

(ہ) ''سروں پر کفن باندھنے'' سے مراد یہ ہے۔ کہ مجاہد ہر وقت جان قربان کیلئے تیار ہو۔

سوال 2: مندرجہ زیل مرکبات کا مفہوم واضح کریں۔

سیل و جوئبار ، مرگ و زیست ، تیغ بے اماں ، قسمت سعید ، فخر قوم ، تیغ زن

رزم گاہ ، صف شکن

جواب:

سیل و جوئبار: طوفانی اور موجزن دریا

مرگ و زیست: موت اور زندگی

تیغ بے اماں: وہ تلوار جو دشمن کے امن کو تہہ و بالا کر دے۔

قسمت سعید: خوش قسمتی

فخر قوم: قوم کے ہیرو مراد غازی مجاہد

تیغ زن: لڑنے والے مجاہد۔

رزم گاہ: میدان جنگ

(ج) شاعر نے ستاروں ڈرپوک اسلئے کہا ہے۔ کہ وہ تنہا نکلنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ بے شمار ٹولیوں کی صورت چاند کی معیت میں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔

(د) آزاد نظم عروض اور قافیے کی پابندی سے آزاد ہوتی ہے۔ ان کے مصرعے کبھی چھوٹے اور کبھی بڑے ہوتے ہیں۔ تاہم یہ وزن بحر سے آزاد نہیں ہوتا۔ جبکہ معریٰ نظم میں مصرعوں کے ارکان کی تعداد ہمارے اپنے عروضی نظام کے مطابق برابر ہوتی ہے۔ مگر لازماً قافیے کی پابندی نہیں ہوتی۔ اور ردیف بھی نہیں ہوتا۔ آزاد نظم کو انگریزی میں فری ورس (Free verse) اور معریٰ نظم کو بینک ورس (Bank verse) کہا جاتا ہے۔

(ہ) دن کو نکلنے والا ستارہ یعنی سورج روشنی کے ہتھیاروں سے مسلح ہوتا ہے۔ سنہرا گرز ہاتھ میں لیکر بہادر سورما کی طرف آگے ہی آگے بڑھتا ہے۔ غم اور خوشی کی تمام سرحدوں کو پھلانگتا ہوا اپنے منزل مقصود کی طرف بڑھتا ہے۔

☆.....☆.....☆

www.perfect24u.com

Scanned with CamScanner